

## موزوں پر مسح کرنے کا تواتر عملی سے ثبوت

پروفیسر حافظ محمد شریف شاکر ☆

### تواتر عملی کی جامع تعریف:

تواتر عملی، سنت متواترہ کی عملی شکل کا نام ہے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ سنت متواترہ کی تعریف بیان کرتے ہیں:

”والتواترة اما متواترة بالتعامل كاكثر اصول العبادات و المعاملات و الاخلاق او متواترة بالرواية اما بالمعنى فقط وهي كثيرة او باللفظ ايضاً وهي قليلة جدا.“<sup>(۱)</sup>

”سنت متواترہ یا تو تعامل سے ثابت ہوتی ہے جیسے عبادات، معاملات اور اخلاق کے اصول ہیں یا سنت متواترہ روایت سے ثابت ہوتی ہے: یا تو معنوی طور پر سنت کا متواتر ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بہت زیادہ ہے، یا سنت کا لفظی طور پر متواتر ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بہت کم ہے۔“

یہاں زیر نظر مقالہ میں اس سنت متواترہ کا تذکرہ مقصود ہے جو تعامل سے ثابت ہوئی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے عمل، خلفاء راشدین کے عمل اور اصحاب رسول یا تابعین وغیرہ کے عمل کا تواتر کے ساتھ ثابت ہونا صحت نقل پر منحصر ہے۔

اللہ کے رسول علیہ السلام کے جملہ اعمال شریفہ اور آپ کے تمام اخلاق فاضلہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں، مثلاً آپ کی زبان مبارک ہمہ وقت ذکر الہی میں مصروف رہتی تھی۔ یہ آپ کا متواتر عمل ہے، آپ کے اس متواتر عمل کے بارے میں صحیح بخاری میں یہ الفاظ آئے ہیں: ”كان النسيء يذكر الله على كل احيانه“ نبی ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔<sup>(۲)</sup>

”كان يذكر“ ماضی استمراری ہے جس میں دوام پایا جاتا ہے۔ لہذا آپ کا یہ فعل متواتر عملی ثابت ہوا۔

ماضی استمراری سے عمل متواتر کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً:

”كان رسول الله ﷺ يصلي العصر و الشمس مرتفعة حية فيذهب الذاهب إلى العوالى فيأتيهم والشمس مرتفعة و بعض العوالى من المدينة على أربعة أميال أو نحوه.“ (۳)

”رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے (جب) کہ سورج (ابھی) زندہ بلند ہوتا تھا، (مدینہ سے) جانے والا عوالی جا پہنچتا، سورج (اس وقت تک) بلند ہوتا تھا، جبکہ بعض عوالی مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہیں۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ذکر کیا گیا ہے۔

نماز میں اور اس کے بعد جس قدر اوراد و اذکار رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کرتے رہے وہ سب کے سب سنت متواترہ بالتعامل ہیں۔ حالانکہ ان میں سے اکثر اذکار اخبارِ آحاد میں مذکور ہیں۔ لہذا اس تواتر عملی کے محض اخبارِ آحاد میں مذکور ہونے کی وجہ سے اسے تواتر بالروایہ سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ تواتر عملی ہی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق کثیر عاملین کے عمل متواتر سے ہے۔ جبکہ متواتر بالروایہ کا تعلق ایسی خبر متواتر سے ہے جس کے رواۃ ہر طبقہ میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتاً محال ہو۔

لہذا اخبارِ آحاد میں مذکور ہونے والا رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ کا دوامی عمل بھی تواتر عملی تصور ہوگا۔ کیونکہ نبیؐ کے بعد امت کے لیے نمونہ عمل اصحابؓ رسول ہیں اور ان میں سے خلفائے راشدین زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان کے طریقہ کو اپنانے کا حکم رسول اطہر ﷺ کی پاک زبان سے یوں صادر ہوا :

”فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ.“ (۴)

میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے ڈاڑھوں کے نیچے دبا لو یعنی مضبوطی سے اسے تھام رکھو۔

رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے عمل متواتر کو درج ذیل حدیث سے سمجھا جا سکتا ہے:

”عن انس ان رسول الله ﷺ وأبابكر وعمر وعثمان كانوا يفتتحون القراءة ب (الحمد لله رب العلمين).“ (۵)

”رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ الحمد لله رب العلمين سے قراءت کا آغاز کیا کرتے تھے۔“

## تواتر عملی کی مثالیں:

جو کام رسول اللہ ﷺ نے جاری فرمایا اور اس پر عہد صحابہؓ اور مابعد میں عمل ہوتا آ رہا ہے یہ تواتر عملی کہلاتا ہے۔ اسلام کے تمام احکام زکوٰۃ، نماز، نماز باجماعت، جمعہ، عیدین، حج، کنگھی کرنا ایسے بہت سے دیگر نیک اعمال جن کا اجراء رسول اللہ ﷺ نے یا آپ کے اصحاب کرامؓ نے خصوصاً خلفائے راشدین یا ان میں سے کسی ایک خلیفہ نے فرمایا اور وہ صحابہؓ کے دور میں جاری رہا خواہ اس کے بعد بھی اس پر عمل ہوتا رہا وہ تواتر عملی کی تعریف میں آتا ہے۔ ایسے ہی جو کام آپ کے دور میں ہوتا آیا اور صحابہ کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور وہ کسی وجہ سے بعد میں جاری نہیں رہ سکا وہ بھی تواتر عملی میں ہی آئے گا۔

اگر کوئی کام رسول اللہ ﷺ نے کیا پھر کسی وجہ سے ترک کر دیا اور (اس کے بعد) صحابہؓ نے اسے جاری کیا اور اس پر عمل ہوتا آیا تو یہ بھی تواتر عملی میں آتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے قیام اللیل کو رمضان میں باجماعت ادا کیا لیکن فرضیت کے خوف سے اسے ترک کر دیا (کیونکہ نبیؐ کا متواتر عمل کرنا امت کے لیے فرض کی حیثیت رکھتا ہے) پھر دور صدیقی میں اس پر عمل نہیں ہوا، اور عہد فاروقی میں اسے فاروق اعظمؓ نے جاری کیا اور آج تک جاری ہے یہ بھی تواتر عملی میں شامل ہے۔

ایسے ہی وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے جاری کیا اور کسی ایک خلیفہ راشد نے اسے روک دیا یا اس پر عمل نہیں کیا تو وہ تواتر عملی ہے، کیونکہ نبی کا عمل وحی الہی ہے اور صحابہ کا عمل نبی کے عمل کو منسوخ نہیں کر سکتا، اس کی مثال ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور عہد فاروقی کے شروع میں عمل ہوتا آیا (۶) لیکن حضرت عمرؓ نے تین طلاق کو تین جاری کر دیا اور پھر اس سے رجوع فرما لیا (۷) اور جو کام صحابہؓ کے دور کے بعد شروع ہوا وہ سنت نہیں بلکہ بدعت کے زمرہ میں آتا ہے۔

بیک وقت دو عمل سنت متواتر ہو سکتے ہیں:

نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور کندھوں تک ہاتھ اٹھانا دونوں عمل سنت سے ثابت ہیں: حنفی اور شافعی مذہب کا ذکر کرتے ہوئے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

”و یرفع یدہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمة اذنیہ وعند الشافعی یرفع الی منکبہ“

(نمازی اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ اپنے دونوں انگوٹھے اپنے کانوں کی لوکے برابر کر لے اور شافعی کے ہاں اپنے دونوں کندھوں تک اٹھائے۔“ (۸)

اور پھر دونوں اماموں کے مذہب کی دلیلیں حدیث سے ذکر کرتے ہوئے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:  
 ”لہ حدیث ابی حمید الساعدی قال کان النبی علیہ السلام اذا کبر رفع یدیه الی منکبیه  
 ولنا روایۃ وائل ابن حجر والبراء وانس ان النبی علیہ السلام کان اذا کبر رفع یدیه  
 حذاء اذنیہ“ (۹)

شافعی کی دلیل ابو حمید ساعدی کی حدیث ہے آپ نے کہا نبی علیہ السلام جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے تھے اور ہماری (حنفیوں) دلیل وائل بن حجر، براء اور انسؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔  
 کانوں تک اور کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کے یہ دونوں عمل تواتر عملی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج تک ان دونوں طریقوں پر امت مسلمہ عمل کر رہی ہے۔  
 رات کے کسی بھی حصہ میں قیام کرنا تواتر عملی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ابتدائی حصہ میں، وسط میں اور رات کے آخری حصہ میں قیام فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”من کل اللیل قد أوتر رسول اللہ ﷺ من أول اللیل وأوسطه وأخره فانتھلی وتره إلی السحر.“ (۱۰)

(رسول اللہ ﷺ نے رات کے شروع میں، درمیان میں اور اس کے آخر میں وتر ادا کیے اور آپ کے وتر سحری تک جا پہنچے۔

چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

”از معایۃ احادیث مختلفہ واضح میشود کہ اطلاق وتر گاہے بر نماز تہجد و قیام لیل کہ طاق باشد می آید وایں وتر عین تہجد است۔“ (۱۱)

(مختلف احادیث دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تہجد اور قیام لیل جو طاق ہو اس کے لیے تہجد کا لفظ بولا جاتا ہے اور یہ وتر عین تہجد ہے)  
 آپ نے انہی تین وقتوں میں قیام لیل کی جماعت کرائی۔

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

”پس روایات آں دال اند بر این کہ آں قیام از اول شب بعد عشاء بود تا ثلث شب باول مرتبه، و نصف شب بمرتبه دوم، و تا وقت سحر بشب سوم۔“ (۱۲)

(اس نماز کی روایات سے پتا چلتا ہے کہ یہ قیام پہلی مرتبہ عشاء کے بعد ایک تہائی رات تک تھا اور دوسری مرتبہ نصف رات تک اور تیسری مرتبہ سحری کے وقت تک تھا)

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ بھی ان تمام اوقات میں قیام لیل فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عبدالقاری ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:

وكان الناس يقومون اوله (۱۳)

اور لوگ رات کے اول حصہ میں قیام کیا کرتے تھے۔

اور دوسری حدیث میں سائب بن یزید فرماتے ہیں:

”وما كنا ننصرف إلا في فروع الفجر“ (۱۴)

ہم (قیام لیل کے بعد) طلوع فجر کے قریب لوٹتے تھے۔

اور عبداللہ بن ابی بکر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

”كنا ننصرف في رمضان، فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر“ (۱۵)

”ہم رمضان میں (قیام لیل کے بعد) لوٹتے تو فجر کے خوف سے خدام سے جلد کھانا تیار کرواتے تھے۔“

اسی طرح حج کی تمام اقسام: تمتع، قرآن اور افراد بھی تواتر عملی ہے اور مختلف اقسام پر امت مسلمہ عمل پیرا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کا تواتر عملی سے ثبوت

”عن المغيرة بن شعبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب لحاجته في غزوة تبوك، قال المغيرة فذهبت معه بماء فجاء رسول الله ﷺ فسكب عليه الماء فغسل وجهه ثم ذهب يُخرج يديه من كمى جبتة فلم يستطع من ضيق كمى الجبة فأخرجهما من تحت الجبة فغسل يديه ومسح برأسه ومسح على الخفين فجاء رسول الله ﷺ وعبدالرحمن بن عوف يؤمهم وقد صلى بهم ركعة فصلى رسول الله ﷺ الركعة التي

بقیت علیہم ففزع الناس فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال  
أحسنتم۔“ (۱۶)

[مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں قضائے حاجت کے لیے گئے، مغیرہ کہتے ہیں کہ میں پانی لے کر آپ کے ساتھ گیا، رسول اللہ ﷺ آئے تو میں نے آپ (کے ہاتھوں) پر پانی بہایا تو آپ نے اپنا چہرہ دھویا، پھر آپ ﷺ اپنے جبہ کی آستینوں سے اپنے ہاتھ نکلانے لگے لیکن جبہ کی آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے آپ طاقت نہ رکھ سکے تو آپ نے انہیں جبہ کے نیچے سے نکالا پھر انہیں دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر رسول اللہ ﷺ آئے تو عبد الرحمن بن عوف ان (صحابہ) کی امامت کر رہے تھے اور ان کو ایک رکعت پڑھا چکے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ رکعت پڑھی جو ان پر باقی تھی، لوگ گھبرائے تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا: کہ تم نے اچھا کام کیا]

اس حدیث کی سند امام مالک نے یوں ذکر کی ہے:

”یحییٰ عن مالک عن ابن شہاب عن عباد بن زیاد من ولد المغیرة بن شعبه عن أبيه عن  
المغیرة بن شعبه“

”ابن شہاب عباد بن زیاد سے جو کہ مغیرہ بن شعبہ کی اولاد سے ہے، وہ اپنے باپ مغیرہ  
بن شعبہ سے“

یہ عباد بن زیاد، عبید اللہ بن زیاد کا بھائی ہے۔ اس کے باپ کو زیاد بن ابی سفیان بھی کہا جاتا ہے اور یہ ۵۳ھ میں بھتان کا والی رہا ہے۔ اسے ابن حبان نے ثقہ کہا اور مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے اس کی روایت لی ہے۔ یہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوا۔ اسے مغیرہ کی اولاد شمار کرنا امام مالک کا وہم ہے۔ (۱۷)

اس میں انقطاع بھی پایا جاتا ہے کیونکہ عباد نے مغیرہ سے نہیں سنا اور مغیرہ کو دیکھا تک نہیں ہے۔ زہری اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں: ”عن عباد عن عروة و حمزة ابني المغیرة عن ابیہما“ (عباد سے وہ مغیرہ کے دو بیٹوں عروہ اور حمزہ سے اور وہ دونوں اپنے باپ مغیرہ سے) اور بعض دفعہ زہری اس کو حمزہ کے سوا اکیلے عروہ سے روایت کرتے ہیں۔ (۱۸)

دارقطنی لکھتے ہیں:

”رواه مالک عن الزهري عن عباد بن زياد رجل من ولد المغيرة، عن المغيرة ووهم فيه رحمه الله وهذا مما يعتد به عليه لأنه عباد بن زياد بن أبي سفيان وهو يروى هذا الحديث عن عروة بن المغيرة عن أبيه.“ (۱۹)

”امام مالک نے اس (حدیث) کو ”زہری عن عباد بن زياد رجل من ولد المغيرة“ سند سے روایت کیا اور مالک رحمہ اللہ کو اس میں وہم ہوا اور یہ بات آپ کے خلاف جاتی ہے، کیونکہ وہ عباد بن زياد بن ابی سفيان ہے اور وہ اس حدیث کو عروہ بن مغیرہ عن ابیہ سے روایت کرتا ہے۔“

”وروى هذا الحديث اسحاق بن راهويه عن روح بن عباد عن مالك عن الزهري عن عباد بن زياد عن رجل من ولد المغيرة عن المغيرة، فان كان روح حفظه عن مالك هكذا فقد اتى بالصواب عن الزهري.“ (۲۰)

”اسحاق بن راہویہ نے اس حدیث کو ”روح بن عباد عن مالك عن الزهري عن عباد بن زياد عن رجل من ولد المغيرة عن المغيرة“ (سند) سے روایت کیا ہے، اگر روح نے اس کو مالک سے اسی طرح یاد کیا ہے تو اسے مالک سے درست چیز حاصل ہوئی ہے۔“

زہری کی صحیح روایت کی نشان دہی کرتے ہوئے دارقطنی لکھتے ہیں:

”قد روى هذا الحديث يونس بن يزيد الأيلي وعمرو بن الحارث وابن جريج وابن إسحاق وصالح بن أبي أخضر عن الزهري عن عباد بن زياد عن عروة ابن المغيرة عن أبيه وهو الصحيح عن الزهري.“ (۲۱)

”اس حدیث کو یونس بن یزید ایلی، عمرو بن حارث، ابن جریج، ابن اسحاق اور صالح بن ابی اخضر (پانچ رواۃ) نے زہری سے ”عن عباد بن زياد عن عروة ابن المغيرة عن أبيه.“ (سند) سے روایت کیا ہے اور یہ زہری سے صحیح (سند) ہے۔

”(علاوہ ازیں) اس حدیث کو اسامہ بن زید لیشی، برد بن سنان، اور ابن سمعان نے ”عن الزهري عن عروة بن المغيرة عن أبيه، (سند) سے روایت کیا، اور اس سند میں ”عباد“ کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی اس میں انقطاع ہے) اور اس حدیث کو جعفر بن برقان نے ”حمزہ“ کا اضافہ کر کے ”عن الزهري عن عروة و حمزة ابني المغيرة عن ابیہما“ (سند) سے روایت کیا اور ”عباد“ کا ذکر

نہیں کیا۔“ (۲۲) (یہ سند بھی منقطع ہے) اور اس حدیث کو مکحول نے عباد بن زیاد سے اس نے مغیرہ سے روایت کیا۔ ان دونوں (عباد اور مغیرہ) کے درمیان کسی کا تذکرہ نہیں کیا، اور صحیح قول یونس اور عمرو بن حارث کا ”عن ابن جریج“ کہنا اور ان کی متابعت کرنے والوں کا ہے۔ (۲۳)

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: امام مالک کی روایت سے اس حدیث کی سند موطا وغیرہ میں قائم سند نہیں ہے کیونکہ ابن شہاب (زہری) اس (حدیث) کو صرف ”عباد بن زیاد عن عروہ و حمزہ ابی المغیرة بن شعبة عن ابیہ المغیرة بن شعبة“ سے روایت کرتے ہیں اور بعض دفعہ ابن شہاب نے یہ حدیث ”عباد بن زیاد عن عروہ بن المغیرة عن ابیہ“ سے روایت کی ہے اور حمزہ بن مغیرہ کا ذکر نہیں کیا اور بعض دفعہ مغیرہ کے دونوں بیٹوں حمزہ اور عروہ کو اس حدیث میں اپنے باپ مغیرہ سے روایت کرنے میں جمع کر دیا ہے۔ امام مالک کا اس حدیث کو ”ابن شہاب عن عباد بن زیاد عن المغیرة“ سے روایت کرنا مقطوع ٹھہرتا ہے۔ اور عباد بن زیاد نے نہ تو مغیرہ کو دیکھا اور نہ ہی اس سے کچھ سنا ہے۔ (۲۴)

مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں:

”و قال الدارقطنی وابن المدینی وابن معین: فوهم مالک فی إسنادہ فی موضعین: أحدهما قوله: ”عباد من ولد المغیرة“ والثانی: اسقاطه من الإسناد عروہ و حمزہ قاله السیوطی. قال الحافظ فی تہذیبہ: والاصل انما هو عن الزہری عن عباد بن زیاد عن ابن المغیرة عن ابیہ المغیرة. هكذا رواه جماعة من المحدثین.“ (۲۵)

”دارقطنی، ابن مدینی اور ابن معین نے کہا ہے کہ مالک کو اس کی سند میں دو جگہ وہم ہوا۔ ایک تو آپ کا عباد بن زیاد کو مغیرہ کی اولاد سے کہنا، دوسرا سند سے عروہ اور حمزہ کو ساقط کرنا، یہ بات سیوطی نے کہی ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کہا ہے کہ اصل میں یہ حدیث ”زہری عن عباد بن زیاد عن ابن المغیرة عن ابیہ المغیرة“ سند سے ہے، اسی طرح اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔“

مولانا کاندھلوی ”عباد من ولد المغیرة“ کے ”من“ میں نسخ کی غلطی بتاتے ہیں کہ یہ اصل میں ”عباد عن ولد المغیرة“ تھا نسخ سے یہاں تحریف ہو گئی، یہ امام مالک کا وہم نہیں ہے۔ اور دوسری چیز لفظ ”عن“ کی (”عن ابیہ عن المغیرة بن شعبة“ میں) ”عن ابیہ“ کے بعد زیادتی ہے۔ جیسا کہ زرقانی کے نسخہ میں ہے، جبکہ درست ”عن ابیہ المغیرة بن شعبة“ ہے۔ (۲۶)



یہ ساری بحث اس حدیث کی سند سے متعلق تھی جہاں تک موزوں پر مسح کرنے کے مسئلہ کا تعلق ہے تو یہ رسول اللہ ﷺ کے عملِ تواتر سے ثابت ہے اور حدیثِ مغیرہ بھی کئی صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے۔ مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں:

”ومع هذا كله فالحدیث عن المغیره متواتر“

اس ساری بحث کے باوجود مغیرہ سے مروی حدیث متواتر ہے۔ (۲۷)

امام سیوطی موزوں پر مسح کے بارے میں مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن سعد نے طبقات میں بسند صحیح مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا کہ اس سے پوچھا گیا کہ کیا ابو بکرؓ کے سوا اس امت میں سے کسی نے نبی ﷺ کی امامت کی ہے؟ تو مغیرہ نے کہا: ہاں، ہم سفر میں تھے، جب سحری کا وقت ہوا تو آپ چل پڑے، میں بھی آپ کیساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ہم لوگوں سے اوجھل ہو گئے، آپ اپنی سواری سے اترے اور (چلتے چلتے) مجھ سے اوجھل ہو گئے آپ مجھے نظر نہیں آرہے تھے، آپ بہت دیر کے بعد (واپس) آئے، میں نے آپ (کے ہاتھوں) پر پانی ڈالا تو آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر ہم سوار ہو گئے تو ہم نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ اقامت ہو چکی تھی اور عبدالرحمن بن عوف نے ان کے امام بن کر ان کو ایک رکعت پڑھا دی تھی اور وہ دوسری رکعت میں تھے، میں نے انہیں مطلع کرنا چاہا، تو آپ نے مجھے روک دیا، ہم نے جو رکعت پائی اسے ادا کیا اور جو ہم سے گزر چکی تھی وہ (اٹھ کر) پڑھی۔ نبی ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھنے کے بعد فرمایا: ”ما قبض نبی قط حتی یصلی خلف رجل صالح من امتہ۔“ کسی بھی نبی نے جب تک اپنی امت کے کسی نیک شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، تب تک اللہ نے اس کی روح قبض نہیں کی۔“ (۲۸)

حافظ ابن عبدالبر نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث اپنی مندرجہ ذیل سند کے ساتھ ذکر کی ہے اس میں واقعہ کی مزید تفصیل ملتی ہے:

”اخبرنا عبداللہ بن محمد قال حدثنا احمد بن جعفر قال حدثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا سعد و یعقوب یعنی ابنی ابراہیم بن سعد قال: حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب قال: حدثنی عباد بن زیاد قال حدثنا سعد بن ابی سفیان عن عروہ بن المغیرة عن ابیہ المغیرة بن شعبہ قال تخلفت مع رسول اللہ ﷺ فی غزوة تبوک فبرز رسول اللہ ﷺ..... فقال احسنتم واصبتم، یغبطهم ان صلوا الصلاة

لوقتها۔“ (۲۹)

”مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ غزوہ تبوک میں قوم سے پیچھے رہ گیا، رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف نکلے پھر آپ نے مجھے لوٹا تھا دیا، (مغیرہ نے) کہا کہ آپ میری طرف پلٹے اور لوٹا میرے پاس تھا، (مغیرہ نے) کہا: تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھوں پر پانی گرایا، پھر آپ نے ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا، یعقوب (بن ابراہیم بن سعد) نے کہا: پھر آپ نے کلی کی، پھر آپ نے تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں تک) دھونا چاہا، آپ نے جبہ کی آستنیوں سے ہاتھ نکالنا چاہا تو جبہ کی آستینیں تنگ ثابت ہوئیں تو آپ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکالے، آپ نے تین دفعہ اپنا دائیاں ہاتھ دھویا اور تین دفعہ بائیاں ہاتھ اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں موزوں کا مسح کیا اور انہیں اتارا نہیں، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے انہیں اس حالت میں پایا کہ انہوں نے عبدالرحمن بن عوف کو آگے کیا ہوا ہے اور وہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں میں سے ایک باجماعت پالی پس آپ نے آخری رکعت لوگوں کے ساتھ عبدالرحمن کی نماز کے ساتھ (عبدالرحمن کی اقتداء میں) پڑھی، جب عبدالرحمن نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اس چیز نے لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا، لوگوں کی کثرت نے سبحان اللہ کہا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا تم نے خوب کیا اور درست کیا، آپ ان کے وقت پر نماز پڑھنے پر رشک فرما رہے تھے۔“

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث تقریباً ساٹھ طرق سے مروی ہے، حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:  
اما طرق حدیث المغیرة علی الاستیعاب فلا سبیل لنا الیہا، وقد قال ابوبکر البزار:  
روی هذا الحدیث عن المغیرة من نحو ستین طریقاً۔“ (۳۰)

”جہاں تک مغیرہ بن شعبہ (سے مروی) حدیث کے طرق کا تعلق ہے، تو ان (طرق) کا مکمل حصول ہمارے بس میں نہیں ہے۔ ابوبکر بزار (م ۲۹۲ھ) نے کہا ہے کہ یہ حدیث مغیرہ سے تقریباً ساٹھ طرق سے روایت کی گئی ہے۔“

موزوں پر مسح کی حدیث کے بارے میں ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

قد ثبت باحدیث كثيرة صحيحة تقرب من حد التواتر، وروی المسح علی الخفین عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحو اربعین من الصحابة۔“ (۳۱)  
 ”حد تواتر کے قریب بہت سی صحیح احادیث سے مسح کرنا ثابت ہے، تقریباً چالیس صحابہ نے  
 رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔“

زبیدی (۱۲۰۵ھ) نے اس حدیث کے چھیالیس صحابہ رواۃ کے نام ذکر کیے ہیں۔ (۳۲) ”احمد بن  
 حنبل نے کہا کہ اس بارے میں چالیس صحابہ نے روایت کی ہے۔“ (۳۳)

”حسن بصری (۱۱۰مھ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ستر اصحاب نے مجھے یہ حدیث روایت کی  
 ہے کہ ”ان رسول اللہ یمسح علی الخفین“ رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔“ (۳۴)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ حفاظ کی ایک جماعت نے صراحتاً کہا ہے کہ مسح علی الخفین  
 متواتر ہے اور بعض محدثین نے اس کے رواۃ جمع کیے تو ان کی تعداد اسی سے بڑھ گئی۔ (۳۵)

### مسح علی الخفین پر صحابہ کا عمل:

ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق سے طریق حسان (عمدہ اسناد)  
 کے ساتھ جن (صحابہ) کے بارے میں ہمیں روایت کیا گیا کہ انہوں نے سفر و حضر میں موزوں پر مسح  
 کیا اور اس کا حکم دیا، وہ [۱] عمر بن خطاب [۲] علی بن ابی طالب [۳] عبدالرحمن بن عوف [۴] سعد  
 بن ابی وقاص [۵] ابن مسعود [۶] ابن عمر [۷] ابن عباس [۸] ابن مسعود [۹] انس بن مالک  
 [۱۰] براء بن عازب [۱۱] حذیفہ بن یمان [۱۲] مغیرہ [۱۳] سلمان [۱۴] بلال [۱۵] خزیمہ بن ثابت  
 [۱۶] عمرو بن ابی امیہ [۱۷] عبداللہ بن حارث بن جریر الزبیری [۱۸] ابو ایوب [۱۹] جریر [۲۰] ابو  
 موسیٰ [۲۱] عمار [۲۲] سہل بن سعد، اور [۲۳] ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے غیر سے کوئی اختلاف  
 مروی نہیں ہے، ہاں، عائشہ، ابن عباس اور ابوہریرہ سے کچھ مروی ہے جو (صحیح) ثابت نہیں ہے۔ ان  
 تین صحابہ سے بھی مسح علی الخفین کے حق میں روایات ملتی ہیں۔ (۳۶)

### عائشہ صدیقہ کی حدیث

ابن عبدالبر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

”عن شریح بن ہانی قال سألت عائشة رضی اللہ عنہا عن المسح علی الخفین فقالت  
 سل علی ابن ابی طالب فانہ کان یغزو مع رسول اللہ ﷺ فسألته فقال: قال رسول اللہ  
 ﷺ ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويومٌ وليلة للمقيم.“ (۳۷)

”شرح بن ہانی کا بیان ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ علیؑ سے پوچھو کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا کرتے تھے، تو میں نے علیؑ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسافر کے لیے تین دن تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔“

حضرت عائشہؓ کے جواز مسح علی الخفین پر اس حدیث سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ اگر آپ عدم جواز کی قائل ہوتیں تو سائل کو عدم جواز کا فتویٰ دیتیں، اسے علیؑ کے پاس ہرگز نہ بھیجتیں۔

### ابن عباسؓ کی حدیث

قصر کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ عکرمہؓ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا: ”سبق الكتاب الخفین“ کتاب (المائدة: ۶) خفین پر سبقت لے گئی۔“ عطاء نے کہا کہ عکرمہ نے جھوٹ کہا ہے، میں نے ابن عباسؓ کو ان پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (۳۸)

عن مالک عن نافع و عبدالله بن دينار أنهما أخبرا أن عبدالله بن عمر قدم الكوفة على سعد بن ابي وقاص، وهو أميرها، فرآه عبدالله بن عمر يمسح على الخفین، فأنكر ذلك عليه، فقال له سعد: سل أباك إذا قدمت عليه فقدم عبدالله، فنسى أن يسئل عمر عن ذلك، حتى قدم سعد، فقال: أسألت أباك؟ فقال: لا، فسأله عبدالله فقال عمر: إذا أدخلت رجليک فی الخفین، وهما طاهرتان، فامسح عليهما، قال عبدالله: وان جاء أحدنا من الغائط؟ فقال عمر: نعم، وان جاء أحدكم من الغائط.“ (۳۹)

[امام مالک روایت کرتے ہیں کہ نافع اور عبد اللہ بن دینار نے انہیں بتایا کہ عبد اللہ بن عمر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس کوفہ آئے اور وہ وہاں کے گورنر تھے اور عبد اللہ بن عمر نے انہیں موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو آپ کو ان کا یہ کام کچھ اچھا نہ لگا، تو سعد نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے ابا کے پاس آؤ تو ان سے پوچھنا، عبد اللہ آئے تو حضرت عمرؓ سے پوچھنا بھول گئے یہاں تک کہ حضرت سعدؓ آگئے، تو انہوں نے کہا: کیا آپ نے اپنے ابا سے پوچھا ہے؟ ابن عمر نے کہا نہیں پھر عبد اللہ نے حضرت عمرؓ سے پوچھ لیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب تم اپنے پاؤں با وضو ہونے کی صورت میں موزوں میں داخل کرو تو ان پر مسح کرو!۔ عبد اللہ نے کہا کہ اگر ہم میں سے کوئی بیت الخلا سے آئے؟ کہا ہاں، اگرچہ تمہارا کوئی ایک شخص بیت الخلا سے ہی کیوں نہ آئے۔]

اس حدیث سے صحابہ کا موزوں پر مسح کرنا ثابت ہوا:

”عن مالک عن نافع ان عبد الله بن عمر بال في السوق ثم توضأ فغسل وجهه ويديه ومسح برأسه ثم دعى لجنزة ليصلى عليها حين دخل المسجد فمسح على خفيه ثم صلى عليها.“ (۴۰)

[امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا پھر وضو کیا تو اپنا چہرہ اور اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر آپ کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا، جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا پھر نماز جنازہ پڑھائی]

”عن مالک عن سعيد بن عبد الرحمان بن رقيش انه قال: رأيت انس بن مالك أتى قبا فبال، ثم أتى بوضوء فتوضأ فغسل وجهه ويديه إلى المرفقين ومسح برأسه ومسح على الخفين ثم جاء المسجد فصلى“ (۴۱)

[امام مالک، سعید بن عبدالرحمن بن رقیش سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ قبا میں آئے، آپ نے پیشاب کیا، پھر آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضو کیا، اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، اور اپنے سر کا مسح کیا پھر آپ مسجد میں آئے تو نماز پڑھی۔]

### العمل في المسح على الخفين (موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ)

”يحي عن مالك عن هشام بن عروة انه رأى أباه يمسح على الخفين، قال وكان لا يزيد إذا مسح على الخفين، على أن يمسح ظهورهما ولا يمسح بطونهما.“ (۴۲)

[مالک ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ (عروہ) کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور وہ مسح کرتے وقت موزوں کی پشتوں پر مسح سے زیادہ کچھ نہ کرتے اور ان (موزوں) کے اندرونی (نیچے کے) حصے پر مسح نہ کرتے تھے۔]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

”لو كان الدين بالرأى لكان أسفل الخف أولى بالمسح من أعلاه، وقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح على ظاهر خفيه.“ (۴۳)

اگر دین رائے کے مطابق ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا اس کے اوپر مسح کرنے سے

بہتر ہوتا، اور بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں کی پشت پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

## موزوں پر مسح کرنے کی کیفیت میں فقہاء کا اختلاف

موزوں پر مسح کرنے کی کیفیت میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ مالک اور شافعی فرماتے ہیں کہ ان کے ظہور و بطون پر مسح کرے اور یہ ابن عمر اور ابن شہاب کا قول ہے۔ عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو موزوں کے ظاہری اور باطنی (حصوں) پر مسح کرتے دیکھا۔ اس نے کہا کہ معمر نے زہری سے (روایت کرتے ہوئے) ہمیں بتایا کہ (زہری) جب اپنے موزوں پر وضو (یعنی مسح) کرتے تو اپنا ایک ہاتھ موزوں کے اوپر اور دوسرا موزوں کے نیچے رکھتے تھے۔ اور مالک نے ابن شہاب سے (روایت کرتے ہوئے) ذکر کیا کہ آپ (مالک) نے موزوں پر مسح کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا تو زہری نے مالک کو اس طرح کا جواب دیا جیسا معمر نے اس (ابن شہاب زہری) سے نقل کیا ہے۔

مالک اور شافعی نے کہا کہ اگر کوئی موزوں کے نیچے کے حصے کے سوا ان کی پشت پر مسح کر لے تو یہ اس کے لئے کافی ہے، مگر مالک نے کہا کہ جو شخص اس کو کر لے تو وہ وقت کے اندر اندر لوٹا لے، اس نے کہا کہ جو شخص موزوں کے ظاہر کے سوا ان کے باطنی حصے پر مسح کرتا ہے تو یہ اس کے لیے کافی نہیں اور اس کے ذمہ وقت کے اندر اور وقت گزرنے کے بعد امام مالکؒ اور آپ کے اصحاب کے ہاں اعادہ ہے، مگر اشہب (۲۰۴ھ) سے ایک روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ موزوں کا ظاہر اور باطن برابر ہے۔ اور عبداللہ بن نافع نے کہا کہ جو شخص موزوں کے ظہور پر تو مسح کر لے اور بطون پر نہ کرے تو وہ وقت کے اندر اور اس کے بعد اعادہ کرے۔ (۴۳)

امام شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ جو شخص موزوں کی پشت پر مسح کر لے اور اسی پر اکتفا کرے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ اور جو شخص ان کی پشت کے سوا اس کے باطن پر مسح کرے اس کے لیے کافی نہیں ہوگا، اور یہ شخص مسح نہیں ہوگا۔ یہ قول مالک کے قول کے مثل مساوی ہے۔ شافعی کا ایک اور قول، اشہب کے قول جیسا ہے کہ موزوں کے بطون پر مسح کر لے اور ان کے ظہور پر مسح نہ کرے تو اس کے لیے کافی ہے۔ اور آپ (شافعی) کے مذہب میں صحیح یہ ہے کہ موزہ کا اعلیٰ اس کے اسفل سے کفایت کر جائے گا، اور موزہ کے اسفل کا مسح کفایت نہیں کرے گا، اور موزوں کے اعلیٰ و اسفل پر مسح کرنے میں شافعی اور مالک کی حجت (دلیل) وہ حدیث ہے جو ہمیں (یعنی ابن عبدالبر کو) عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن نے روایت کی، اس نے کہا: ہمیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے روایت کی، اس

نے کہا ہمیں ولید بن مسلم نے روایت کی، اس نے کہا ہمیں ثور نے رجاء بن حیوہ سے (اس نے) مغیرہ بن شعبہ کے کاتب سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے (روایت کی) کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو موزہ کے اعلیٰ و اسفل پر مسح کیا۔ (۴۵)

موزوں کے نیچے مسح کرنے کے بارے میں مندرجہ بالا جس قدر اقوال آئے ہیں ان سب کی بنیاد کاتب مغیرہ کی مندرجہ ذیل حدیث ہے جس کے بارے میں ابن عبدالبر ابوبکر الاثرم کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

”قال ابو بکر الاثرم سألت احمد بن حنبل عن هذا الحديث فقال ذكرته لعبدالرحمان بن مهدي فذكر عن ابن المبارك عن ثور قال: حدثت عن رجاء بن حيوة عن كاتب المغيرة وليس فيه المغيرة، وهذا افساد لهذا الحديث بما ذكر من الاخلال في اسناده.“ (۴۶)

”ابوبکر اثرم کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں احمد بن حنبل سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمن بن مہدی سے ذکر کی تو آپ نے ذکر کیا: ”عن ابن المبارك عن ثور قال حدثت عن رجاء بن حيوة عن كاتب المغيرة.“ اس (کی سند) میں ”المغيرة“ نہیں ہے، اور یہ اس حدیث کو خراب کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سند میں خلل (المغيرة) ذکر کیا گیا ہے۔“

عبدالرحمن بن مہدی کے قول کا مطلب واضح ہے کہ اس کی سند میں فی الحقیقت مغیرہ کا تذکرہ نہیں ہے لہذا یہ حدیث مرسل ہے، جبکہ مغیرہ کا تذکرہ کرنے سے سند متصل بن جاتی ہے اور سند متصل کہنا اس حدیث کی علت ہے۔ لہذا یہ حدیث متصل السند نہیں بلکہ مرسل ہے، اور مرسل ضعیف اور ناقابل حجت ہوتی ہے۔

ابن عبدالبر نے ایک اور سند کے ساتھ اسے مغیرہ کا تذکرہ کئے بغیر مرسل روایت کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”وقد حدثنا سعيد بن نصر..... عن ثور بن يزيد عن رجاء بن حيوة عن كاتب المغيرة عن النبي ﷺ انه كان يمسح اعلی الخفين واسفلهما.“ (۴۷)

دیکھ لیجیے! یہاں کاتب مغیرہ کے بعد مغیرہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

امام دارقطنی کے شاگرد (البرقانی، م ۴۲۵ھ) کہتے ہیں:

وسئل عن حدیث وراہ کاتب المغیرة عن المغیرة عن النبی ﷺ فی مسح اعلی الخف واسفله. فقال یرویه ثور بن یزید، واختلف عنه فرواه الولید بن مسلم ومحمد بن عیسی بن سمیع عن ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن المغیرة. (۴۸)

”امام دارقطنی سے مغیرہ کے کاتب وراہ عن المغیرة عن النبی ﷺ سے مروی موزہ کے اوپر اور نیچے مسح کرنے کی حدیث کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے کہا اسے ثور بن یزید روایت کرتا ہے۔ اور اس سے مختلف (رواۃ) نے روایت کیا: [۱] ولید بن مسلم اور محمد بن عیسی بن سمیع نے اس حدیث کو ”ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن المغیرة“ (طریق سے) روایت کیا۔“

اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ مغیرہ کے کاتب وراہ سے یہ حدیث رجاء نے نہیں سنی۔ امام منذری لکھتے ہیں:

”أخرجه الترمذی وابن ماجة، وضعف الامام الشافعی حدیث المغیرة هذا. وقال أبو داؤد: بلغنی أنه لم یسمع ثور هذا الحدیث من رجاء، وقال الترمذی: وهذا حدیث معلول. وقال: سألت أبازرعة و محمداً (یعنی البخاری) عن هذا الحدیث، فقالا لیس بصحیح.“ (۴۹)

”اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے تخریج کیا ہے، امام شافعی نے مغیرہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اور (امام) ابوداؤد نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی، ترمذی نے کہا کہ یہ معلول حدیث ہے اور کہا کہ میں نے ابوزرعہ اور محمد (یعنی بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے کہا (کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“

دارقطنی ثور بن یزید کی حدیث کے دیگر طرق ذکر کرتے ہیں:

[۳، ۲] وكذاک رواه الامام الشافعی عن بعض اصحابه عن ثور ورواه عبدالرحمن بن مهدی عن ابن المبارک عن ثور، قال حدثت عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن النبی ﷺ مرسلًا.

[۴] وروی هذا الحدیث عن عبدالملک بن عمیر عن وراہ عن المغیرة لم یذكر فیہ اسفل الخف .

[۵] ورواه الحکم بن هشام واسماعیل بن ابراهیم بن المهاجر عن عبدالملک.



وحدیث رجاء بن حیوة الذی فیہ ذکر اعلى الخف واسفله، لایثبت لان ابن المبارک رواہ عن ثور بن یزید مرسلًا“ (۵۰)

”[۲] اور اسی طرح امام شافعی نے اپنے بعض اصحاب سے (اس نے) ثور سے اس (حدیث) کو روایت کیا۔

[۳] اور عبدالرحمن بن مہدی نے اس (حدیث) کو عبداللہ بن مبارک سے (اس نے) ثور سے روایت کیا۔ اس (ثور) نے کہا مجھے (یہ حدیث) رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن النبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

[۴] اور یہ حدیث ”عبدالملک بن عمیر عن وراذ عن المغیرة“ سے روایت کی گئی ہے، اس میں ”اسفل الخف“ (موزہ کے نیچے) نہیں ذکر کیا گیا۔

[۵] اور اس (حدیث) کو عبدالملک سے حکم بن ہشام اور اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر نے (بھی) روایت کیا ہے۔

اور رجاء بن حیوة کی وہ حدیث جس میں موزہ کے اوپر اور نیچے (مسح کرنے) کا ذکر ہے۔ یہ (حدیث) ثابت نہیں ہے، کیونکہ عبداللہ بن مبارک نے اسے ثور بن یزید سے مرسل روایت کیا ہے۔“

ابو حنیفہؒ آپ کے اصحاب اور ثوری نے کہا کہ موزوں کے باطن کے سوا ان کے ظاہر پر مسح کیا جائے، یہی بات احمد بن حنبل، اسحاق اور ایک اور جماعت نے کہی ہے، اور یہی قول قیس بن سعید، ابن عبادہ، حسن بصری، عروہ بن زبیر اور عطاء بن ابی رباح وغیرہم کا ہے۔ (۵۱)

ابوہریرہؓ کی حدیث:

”روی ابو زرعة عن عمرو بن جریر عن ابی ہریرة انه کان یمسح علی خفیہ ویقول: قال رسول اللہ ﷺ اذا ادخل احدکم رجلہ فی خفیہ وھما طاهرتان، فلیمسح علیھما“ (۵۲)

ابو زرعة نے عمرو بن جریر سے (اس نے) ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ آپؐ اپنے موزوں پر مسح کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص نے اپنے پاؤں با وضو ہونے کی حالت میں اپنے موزوں میں داخل کیے ہوں تو ان پر مسح کرے۔

## مسح علی الخفین پر ستر (۷۰) صحابہ اور تابعین کا عمل۔

حسن بصری نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ستر مردوں کو پایا، سبھی اپنے موزوں پر مسح کیا کرتے تھے (علاوہ ازیں) ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، تمام بدر و حدیبیہ والے اور ان کے علاوہ مہاجرین و انصار، تمام صحابہ اور تمام تابعین نے مسح پر عمل کیا۔

اور تمام شہروں میں مسلمانوں کے فقہاء اور اہل فقہ اور اہل اثر سبھی سفر و حضر میں مردوں اور عورتوں کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ (۵۳)

سفیان ثوری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، ابو درداء، زید بن حارث، قیس بن سعد بن ابی عبادہ، عبداللہ بن عباس، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، ابو مسعود انصاری، خزیمہ بن ثابت انصاری، براء بن عازب، ابو ایوب انصاری، انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ، صفوان بن عسال، فضالہ بن عبید انصاری اور جریر بن عبداللہ نجلی رضی اللہ عنہم نے مسح کیا۔ (۵۴)

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسواف (مدینہ کے قریب ایک موضع) میں داخل ہوئے، تو اپنی حاجت کے لیے گئے پھر باہر آگئے۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال سے پوچھا: آپ نے کیا کیا؟ اس نے کہا: نبی ﷺ اپنی حاجت کے لیے گئے، پھر وضو کیا: اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔ (۵۵)

با وضو ہونے کی حالت میں پہنے ہوئے موزوں پر مسح کرنے کا تواتر عملی سے ثبوت

امام شعبی نے جو حدیث عروہ بن مغیرہ عن ابیہ سے روایت کی ہے اس میں ایک عمدہ حکم روایت کیا ہے، وہ حکم یہ ہے کہ جو شخص وضو ٹوٹنے کے بعد موزوں پر مسح کرنا چاہتا ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وضو کرنے کے بعد با وضو ہونے کی حالت میں موزے پہنے ہوں۔

”عن الشعبی قال سمعت عروہ بن المغیرة بن شعبہ یذکر عن ابیہ قال: کنا مع رسول اللہ ﷺ فی ركب ومعی اداوة فخرج لحاجته ثم اقبل فتلقیته بالاداة فافرغت علیه فغسل کفیه ووجهه ثم اراد ان ینخرج ذراعیه وعلیه جبة من صوف من جباب الروم

ضيقۃ الکمين فضاقت فادرعها ادراعا ثم اهويت الى الخفين لانزعهما فقال: ”دع

الخفين فاني ادخلت القدمين وهما طاهرتان فمسح عليهما.“ (۵۶)

” (امام) شعبي نے کہا کہ میں نے عروۃ بن مغیرہ بن شعبہ سے سنا وہ اپنے باپ (مغیرہ بن شعبہ) سے ذکر کرتے ہیں۔ اس (مغیرہ بن شعبہ) نے کہا کہ ہم ایک قافلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور میرے پاس لوٹا تھا، آپ اپنی حاجت کے لیے (جنگل کی طرف) نکلے، پھر آپ آئے تو میں آپ کے پاس لوٹا لایا اور آپ (کے ہاتھوں) پر پانی بہایا تو آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، آپ پر اون کا بنا ہوا رومی جبہ تھا، آپ نے اس سے اپنے بازو نکالنا چاہے تو وہ آپ پر تنگ پڑ گیا تو آپ نے اس سے بازو پیچھے کھینچ لیے۔ پھر میں موزوں کی طرف جھکا تاکہ انہیں اتار دوں، تو آپ نے فرمایا: انہیں رہنے دیجیے۔ بلاشبہ میں نے اس حالت میں قدم (موزوں میں) داخل کیے کہ وہ پاک تھے، پھر آپ نے ان (موزوں) پر مسح کیا۔“

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابن عبدالبر، امام شعبي کا قول ذکر کرتے ہیں:

”هذا هو الاصل المجتمع عليه، قال لايمسح على الخفين الا من ادخل رجله فيهما

طاهرتين.“ (۵۷)

”آپ (شعبي) نے کہا یہ مجمع علیہ اصل ہے، کہ موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے باوضو ہونے کی حالت میں ان میں اپنے پاؤں داخل کیے ہوں۔“

امام مالک فرماتے ہیں:

”وإنما يمسح على الخفين من أدخل رجله في الخفين وهما طاهرتان بطهر الوضوء و

أما من أدخل رجله في الخفين وهما غير طاهرتين بطهر الوضوء فلا يمسح على

الخفين.“ (۵۸)

”موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے اپنے پاؤں وضو کی طہارت و پاکیزگی کے ساتھ پاک کر کے ان (موزوں) میں داخل کیے ہوں، لیکن جس نے اپنے پاؤں وضو کی طہارت کے ساتھ پاک کر کے نہ داخل کیے ہوں، وہ موزوں پر مسح نہ کرے۔“

موزوں پر مسح کرنے کے انکاری:

مغیرہ بن شعبہ سے مروی عبدالرحمن بن عوف کی امامت کی حدیث میں ایک ایسا حکم جلیل پایا جاتا

ہے جس نے اہل السنۃ اور اہل بدعت کے درمیان فرق قائم کر دیا، یہ (حکم جلیل)، موزوں پر مسح کرنا ہے۔ اس کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو بے یار و مدگار یا مسلمانوں کی جماعت اہل فقہ اور اہل اثر سے خارج بدعتی ہو، حجاز، عراق، شام اور تمام ملکوں میں مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر ایک قوم جنہوں نے بدعات ایجاد کیں انہوں نے موزوں پر مسح کا انکار کر دیا، اور انہوں نے کہا کہ ”یہ قرآن کے خلاف ہے، اور ہو سکتا ہے کہ قرآن نے اسے منسوخ کر دیا ہو۔“ اس سے اللہ کی پناہ کہ رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ کی مخالفت کریں، بلکہ آپ تو اس (کتاب اللہ) سے اللہ کی مراد کو واضح کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ عز و جل نے اس کا حکم اپنے اس فرمان میں دیا ہے۔ ﴿وانزلنا لیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم﴾ (۵۹) وقال ﴿فلا وربک لایؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم﴾ (۶۰) اور ہم نے تیری طرف ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگوں کے سامنے بیان کر دو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے ﴿اور فرمایا ﴿تیرے رب کی قسم جب تک یہ تجھے اپنے جھگڑوں میں فیصل نہ ٹھہرا لیں یہ مومن نہیں بن سکتے﴾

مسح کے قائلین جمہور صحابہ اور تابعین ہیں اور قدیم و جدید فقہائے مسلمین ہیں لہذا ان تمام پر قرآن کے معانی سے جاہل رہنے کا کیسے وہم کیا جاسکتا ہے؟ (۶۱)

”و القائلون بالمسح علی الخفین ہم الجم الغفیر..... وهو مذہبہ عند کل من سلک

الیوم سبیلہ لاینکرہ منہم أحد.“ (۶۲)

”موزوں پر مسح کرنے کی قائل ایک بڑی جماعت ہے، اور عدد کثیر سے غلط کام ہونا جائز نہیں ہے اور یہ جمہور صحابہ تابعین اور فقہائے مسلمین ہیں۔

اور امام مالکؒ سے سفر و حضر میں موزوں پر مسح کرنے کا انکار روایت کیا گیا ہے، اس روایت کا آپ کے قول کے اکثر قائلین نے انکار کیا ہے۔ آپ سے سفر و حضر میں موزوں پر مسح کرنے کی اجازت کی روایات اکثر و اشہر (بہت زیادہ اور بہت مشہور) ہیں۔ اس پر آپ نے اپنے مؤطا کی بنیاد رکھی، آج جتنے لوگ آپ کے مذہب پر ہیں ان سب کے نزدیک آپ کا یہی مذہب ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اس کا انکاری نہیں ہے۔“

شعبہ، ثوری، ابن عیینہ اور ابو معاویہ وغیرہم نے ”اعمش عن ابراہیم عن ہمام بن الحارث“ سے روایت کیا، اس (ہمام بن حارث) نے کہا کہ میں نے جریر کو دیکھا، اس نے پیشاب کیا اور لوٹے سے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، اس (جریر) سے کہا گیا، کیا آپ یہ (مسح) کرتے ہیں؟ تو

آپ (جریر) نے فرمایا: جس کام کو کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اس سے مجھے کون سی چیز روک سکتی ہے؟

ابراہیم نے کہا کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل کے اصحاب کو یہ حدیث بہت پسند تھی اور وہ اس سے خوش ہوتے تھے، کیونکہ جریر کا اسلام نزولِ ماندہ کے بعد کا ہے۔ (۶۳)

اہل سیر کہتے ہیں کہ جریر ۱۰ھ کے آخر میں اور ۱۱ھ کے شروع میں مسلمان ہوئے اور اسی سال رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا۔ (۶۴)

مسح علی الخفین پر ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور تمام اہل بدر اور اہل حدیبیہ و غیرہم انصار و مہاجرین نے عمل کیا ہے۔ (۶۵)

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ اصحاب رسول نے موزوں پر مسح کیا جو اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے ترک کر دے وہ شیطان میں سے ہے۔ (۶۶)

ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

لا أعلم أحدا من الصحابة جاء عنه إنكار المسح على الخفين ممن لا يختلف عليه فيه إلا عائشة. (۶۷)

”جن صحابہ پر اس (مسئلہ) میں کوئی اختلاف نہیں کیا جاتا میں ان (صحابہ) میں سے کسی ایسے صحابی کو نہیں جانتا جس سے موزوں پر مسح کا انکار مروی ہو، سوائے عائشہ کے۔“  
(عائشہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے)۔

ابن عبدالبر مزید لکھتے ہیں:

”و كذلك لأعلم أحدا من فقهاء المسلمين روى عنه إنكار ذلك إلا مالكا والروايات الصحاح عنه بخلاف ذلك، موطؤه يشهد للمسح على الخفين في الحضر والسفر وعلى ذلك جميع أصحابه وجماعة أهل السنة وإن كان من أصحابنا من يستحب الغسل ويفضله على المسح من غير إنكار للمسح.“ (۶۸)

”اور اسی طرح میں فقہائے مسلمین میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس سے اس کا انکار مروی ہو سوائے (امام) مالک کے، جبکہ آپ سے صحیح روایات اس کے خلاف آئی ہیں۔ آپ کا موطا سفر و حضر میں مسح علی الخفین کی شہادت دیتا ہے۔ اسی پر آپ کے تمام اصحاب، اور اہل السنۃ ہیں، اگرچہ ہمارے اصحاب میں سے بعض دھونے کو پسند کرتے

ہیں اور مسح کا انکار کیے بغیر اسے مسح پر فضیلت دیتے ہیں۔“

دورانِ سفر مسح کے بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالکؒ سے اس بارے میں تین

روایات آئی ہیں:

- ۱۔ آپ کا سفر و حضر میں مسح سے انکار کرنا۔
- ۲۔ حضر میں مسح کو مکروہ سمجھنا اور سفر میں جائز قرار دینا۔
- ۳۔ سفر و حضر میں مسح کو جائز قرار دینا۔

اس تیسری صورت کو حجاز، عراق، شام اور مشرق و مغرب کے فقہائے اہل مصر نے اختیار

کیا ہے۔“ (۶۹)

جبکہ سفر و حضر میں مسح علی الخفین کی کئی صحیح احادیث پہلے بیان کر دی گئی ہیں، لہذا یہ مسح

رسول اللہؐ آپ کے اصحاب کرام، ان کے اتباع اور تبع تابعین سے تواتر عملی کے ساتھ ثابت ہے۔

### حوالہ جات

- ۱۔ شاہ اسماعیل شہید: مختصر فی اصول الفقہ: ص: ۷۹، ادارہ اشاعت السنۃ، لاہور، ۱۳۸۸ھ، ۱۹۶۸ء
- ۲۔ البخاری: صحیح البخاری: کتاب الحيض: باب تقضى الحائض المناسك..... الخ: ص: ۳۵ حدیث: ۳۰۵؛ مسلم بن حجاج، القشیری: صحیح مسلم: کتاب الحيض: باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها: حدیث ۸۲۶ ص: ۱۶۰ مطبع دارالسلام، الرياض ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۹ء
- ۳۔ البخاری: صحیح البخاری: کتاب مواقيت الصلوة: باب وقت العصر: حدیث: ۵۵۰ ص: ۹۲
- ۴۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ القزوينی: ”السنن“ کتاب السنۃ: باب اتباع الخلفاء الراشدین المہدیین: ص: ۶ حدیث: ۴۲ مطبع دارالسلام، الرياض: ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء
- ۵۔ الدارقطنی، علی بن عمر، ابوالحسن: ”السنن“: ص: ۳۱۶/۱، نشر السنۃ ملتان، سن ندارد
- ۶۔ کان الطلاق علی عهد رسول اللہ ﷺ وابی بکر وستین من خلافة عمر..... الخ- ”صحیح مسلم“ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث: حدیث ۳۶۷۳، ص: ۶۳۰۔
- ۷۔ ابن قیم، الجوزیۃ، شمس الدین، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر: ”اغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان“ مطبع مصطفى البابی، الحلبي، بمصر: ۱۳۸۱ھ
- ۸۔ المرغینانی، ابوالحسن، برهان الدین، علی بن ابی بکر: ”الهدایۃ“ ص: ۱۱۰ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، سن ندارد
- ۹۔ نفس المرجع
- ۱۰۔ مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم: باب صلوة اللیل وعدد رکعات..... الخ- حدیث ۱۷۳۶ ص: ۳۰۱
- ۱۱۔ لکھنوی، ابوالحسنات، عبدالحی، مولانا: مجموعۃ الفتاوی، ص: ۲۹۵/۱: مطبع یوسفی، لکھنؤ: ۱۳۱۴ھ، ۱۸۹۶ء
- ۱۲۔ نفس المرجع: ص: ۲۹۰/۱

- ١٣- مالك بن انس، امام: المؤطا، (تحقيق: بشار عواد معروف): باب ماجاء في قيام رمضان: حديث ٣٠١، ص ١٧١ دار الغرب الاسلامي، بيروت: ١٧٤١٧هـ، ١٩٩٧ء
- ١٤- نفس المرجع: حديث: ٣٠٢، ص ١٧
- ١٥- نفس المرجع: حديث: ٣٠٥
- ١٦- امام مالك: المؤطا: ص: ٧٦، ٧٥/١
- ١٧- الزرقاني، محمد بن عبد الباقي: شرح الزرقاني على مؤطا لامام مالك: ص: ٧٦/١، المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة ١٣٧٩هـ/١٩٥٩م
- ١٨- نفس المرجع
- ١٩- الدارقطني، ابوالحسن علي بن عمر: العلل الواردة في الاحاديث النبوية: ص: ١٠٦/٧، دارطبية، الرياض: ١٤٠٥هـ/١٩٨٥
- ٢٠- نفس المرجع: ص: ١٠٦/٦، ١٠٧
- ٢١- نفس المرجع: ص: ١٠٧/٧
- ٢٢- نفس المرجع: ص: ١٠٧/٧
- ٢٣- نفس المرجع: ص: ١٠٨/٧
- ٢٤- ابن عبد البر، ابوعمر، يوسف بن عبدالله، القرطبي: التمهيد لما في المؤطا من المعاني والاسانيد: ص: ١٢١/١١، مكتبة تجارية مصطفى احمد الباز، مكة المكرمة: ١٣٨٧هـ/١٩٦٧ء
- ٢٥- محمد زكريا، الكاندهلوي، مولانا: اوجز المسالك الى مؤطا مالك: ص: 244/1، مكتبة امدادية ملتان، ١٤٠٠هـ/١٩٨٠ء
- ٢٦- نفس المرجع: ص: ٢٤٤/١، ٢٤٥
- ٢٧- نفس المرجع: ص: ٢٤٥/١
- ٢٨- السيوطي، جلال الدين عبدالرحمن بن ابي بكر: تنوير الحوالك شرح مؤطا مالك، ص 45/1 مطبع مصطفى البايي مصر، ١٣٧٠هـ/١٩٥١ء
- ٢٩- ابن عبد البر: التمهيد: ص: ١٢٥/١١
- ٣٠- نفس المرجع: ص: ١٢٧
- ٣١- ابن عبد البر: الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الامصار و علماء الاقطار فيما تضمنه المؤطا من معاني الرأي والاثار وشرح ذلك كله بالايجاز والاختصار (تخريج: عبد المعطي امين قلعجي) دارالوعى بالقاهرة، الطبعة الاولى ١٤١٤هـ/١٩٩٣ء: ص: ٢٢٦/٢
- ٣٢- اليدى، ابوالفيض، محمد مرتضى: لقط اللالي المتناثرة في الاحاديث المتواترة: ص: ٣٧٢: دارالكتب العلمية بيروت: ١٤٠٥هـ/١٩٨٥ء
- ٣٣- المرجع السابق: ص: ٢٢٣
- ٣٤- نفس المرجع
- ٣٥- حافظ، ابن حجر، احمد بن علي، العسقلاني: فتح الباري: ص: ٣٠٦/١: دار نشر الكتب العلمية، لاهور ١٤٠١هـ/١٩٨١ء
- ٣٦- ابن عبد البر: التمهيد: ص: ١٣٨/١١

- ٣٧- نفس المرجع: ص: ١٤٢
- ٣٨- نفس المرجع: ص: ١٣٩
- ٣٩- امام مالك: المؤطا: ص: ٧٧/١
- ٤٠- نفس المرجع: ص: ٧٨
- ٤١- نفس الرجوع: ص: ٧٨/١
- ٤٢- نفس المرجع: ص: ٧٩
- ٤٣- المنذرى، عبدالعظيم بن عبدالقوى: مختصر سنن ابى داؤد: ص: ١٢٤: مكتبة اثرية، سانكله هل، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ/١٩٧٩ء
- ٤٤- ابن عبدالبر: التمهيد: ص: ١١/١٤٦
- ٤٥- نفس المرجع: ص: ١٤٧
- ٤٦- نفس المرجع
- ٤٧- نفس المرجع: ص: ١٤٧/١٤٨
- ٤٨- الدارقطنى: العلل الواردة فى الاحاديث النبوية: ص: ٧/١٠٩، ١١٠، ١٢٣٨
- ٤٩- المنذرى: مختصر سنن ابى داؤد: ص: ١/١٢٥
- ٥٠- المرجع السابق: ص: ١١٠، ١١١
- ٥١- ابن عبدالبر: التمهيد: ص: ١١/١٤٨
- ٥٢- نفس المرجع: ص: ١٣٩
- ٥٣- نفس المرجع: ص: ١٣٧
- ٥٤- نفس المرجع: ص: ١٣٧، ١٣٨
- ٥٥- نفس المرجع: ص: ١٤٤
- ٥٦- نفس المرجع: ص: ١٢٧، ١٢٨
- ٥٧- نفس المرجع: ص: ١٢٨
- ٥٨- امام مالك: المؤطا: (تحقيق: بشار) حديث ٨٣ ص ٧٨/١
- ٥٩- النحل: ٤٤
- ٦٠- النساء: ٦٥
- ٦١- ابن عبدالبر: التمهيد: ص: ١١/١٣٤، ١٣٥
- ٦٢- ابن عبدالبر: الاستذكار: ص: ٢/٢١٦
- ٦٣- نفس المرجع: ص: ٢٣٧، ٢٣٨؛ التمهيد: ص: ١١/١٣٥، ١٣٦
- ٦٤- ابن عبدالبر: الاستذكار: ص: ٢/٢٣٨
- ٦٥- نفس المرجع: ص: ٢٤٠
- ٦٦- نفس المرجع: ص: ٢٤٢
- ٦٧- ابن عبدالبر: استذكار: ص: ١/٢١٨
- ٦٨- نفس المرجع: ص: ١/٢١٨
- ٦٩- نفس المرجع: ص: ٢/٢٤٣